فقہ حنفی کے مراجع

اوران کی خصوصیات

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

ناشر

دارالبحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات مرکز احیاء الفکر الاسلامی.................................(۱۵)

نام کتاب: فقہ حنفی کے مراجع اوران کی خصوصیات

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

صفحات: ۲۴ر

قیمت: ۵ر روپئے

تعداد: ۱۱۰۰

باہتمام: عبدالستار عزیزی

سنہ اشاعت: ۲۰۰۸ء م ۱۴۲۹ھ

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر مرکز احیاء الفکر الاسلامی

ناشر

دارالبحوث والنشر

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

Ph:0132-2775452:Mb.9719831058

E-mail:masood_azizinadwi@yahoo.co.in

ملنے کے پتے

☆ دارالکتاب، دیوبند سہارنپور (یوپی) ☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند سہارنپور

☆ مکتبہ رشیدیہ، محلّہ مفتی سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ الفرقان نیا گاؤں مغربی (نظیرآباد) لکھنؤ

فہرست

عناوین	صفحات
انتساب	۵
عرض مؤلف	۶
تمہید	۸
ادلۂ شرعیہ	//
احناف کا مذہب	۹
فقہ حنفی کا بنیادی سرچشمہ	//
کتاب	۱۰
سنت	//
اجماع فقہی	//
قیاس	//
فقہاء کا اجتہاد اور ان کی خدمات	۱۱
کتب ظاہر الروایۃ اور غیر ظاہر الروایۃ	//
مبسوط	۱۲
جامع صغیر	//
جامع کبیر	۱۳
سیر صغیر و سیر کبیر	//

زیادات	۱۴
کتب نوادر غیر ظاہر الروایۃ	//
متأخرین فقہائے احناف کی کتابیں	۱۵
مختصر القدوری	۱۶
بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	۱۷
الہدایۃ	۱۸
فتاوی قاضی خان	۱۹
کنز الدقائق	//
الوقایہ	۲۰
فتاوی تاتارخانیہ	۲۱
فتح القدیر	//
فتاوی ہندیہ، عالمگیریہ	۲۲
رد المحتار علی الدر المختار	//

E:\Border\CLIPS\723_b.bmp not found.

انتساب

❁ امت کے حفاظ، قراء، مفسرین، محدثین اور فقہاء کے نام:

جن کے سینوں کو اللہ تعالی نے کتاب وسنت کی حفاظت اور دین کے فہم اور استنباط مسائل کے لیے کھول دیا تھا۔

❁ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے نام:

جنھوں نے اپنی فقہ کی بنیاد کتاب وسنت، اجماع وقیاس پر رکھی۔

❁ فقہ حنفی کے ائمہ مجتہدین، محدثین وفقہاء کے نام:

جنھوں نے کتاب وسنت سے مسائل اخذ کئے اور امت کے سامنے پیش کئے۔

اللہ تعالی سب کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔

۱۴۲۹/۵/۱۹ھ — محمد مسعود عزیزی ندوی

رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

عرض مؤلف

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امابعد!

یہ کتاب ''فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات'' دراصل راقم سطور کے ایک عربی مضمون ''مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا'' کا ترجمہ ہے، یہ اس وقت لکھا تھا جب راقم سطور ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ۱۶/ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷/ ستمبر ۱۹۹۹ء کو پیر کے دن اپنے فضیلت کے ساتھیوں کے ساتھ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی سے صحاح ستہ کے اوائل پڑھ کر سند حدیث کے لیے تکیہ کلاں رائے بریلی حاضر ہوئے تھے، چونکہ ہر سال فضیلت سے فارغ ہونے والے طلبہ حضرت مولانا کی قیام گاہ پر اساتذہ کی نگرانی میں حدیث کے استفادہ کے لیے حاضر ہوتے تھے، حدیث کے اسباق کے ساتھ دوسرے اوقات میں بعض دوسرے اساتذہ کے علمی محاضرات بھی ہوتے تھے۔

اتفاق سے ۱۹/ جمادی الثانی ۱۴۲۰ء مطابق ۳۰/ ستمبر ۱۹۹۹ء جمعرات کی صبح فجر بعد کسی استاذ کا محاضرہ نہیں تھا، تو ہمارے نگراں مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری نے اعلان کیا کہ تمام طلبہ اپنے اپنے تخصص پر ایک ایک مقالہ لکھیں اور سب کو الگ الگ عناوین دیئے گئے، چونکہ فضیلت میں مختلف تخصصات کے طلبہ تھے، ہم لوگ فقہ وافتاء کے شعبہ کے متخصص تھے اس لیے ہمارا عنوان ''فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات'' تھا، چنانچہ راقم سطور نے ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ مضمون عربی میں تحریر کیا جو بہت پسند کیا گیا اور تمام تخصصات کے شعبوں سے صرف تین طلبہ کے مقالات نے پوزیشن حاصل کی، جن میں سے ایک راقم کا تھا، جس

پر حضرت مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے دست مبارک سے ہم پاس ہونے والے طلبہ کو سوسو روپئے کا انعام دیا گیا۔

اس کے بعد یہ مضمون اکتوبر ۲۰۰۰ء میں مرکز احیاء الفکر الاسلامی سے مستقل کتابی شکل میں شائع ہو کر مقبول ہوا، اور پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مؤقر مجلّہ ''البعث الاسلامی'' میں مکمل شائع ہوا، پھر جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا سے مجلّہ ''النور'' میں دو قسطوں میں شائع ہوا، پھر بعض دوستوں کی خواہش پر اس کا اردو میں ترجمہ ہوا، جو مارچ واپریل ۲۰۰۶ء میں ''نقوش اسلام'' مظفر آباد کے شماروں میں دو قسطوں میں شائع ہوا، اس کے بعد راقم کے مختلف مضامین کے مجموعہ ''مقالات ومشاہدات'' میں یہ مضمون چھپا، اب اس کو الگ سے رسالے کی شکل میں مرکز کے تصنیفی وتحقیقی شعبہ ''دارالبحوث والنشر'' سے شائع کیا جارہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مضمون نہایت ہی اہم اور وقت کے تقاضے کے مطابق ہے، کیونکہ آج کل غیر مقلدین کی طرف سے ائمہ متبعین خاص طور سے احناف کے خلاف بڑے پر پیگنڈے کئے جارہے ہیں، اس لیے یہ رسالہ اس موضوع پر بہت اہم ہے، اس میں بتلایا گیا ہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد ہوی واتباع نفس پر نہیں بلکہ کتاب اللہ وسنت رسول، اجماع امت اور قیاس جلی پر ہے، اس کے بعد فقہائے احناف نے قرآن وحدیث سے مستنبط کردہ مسائل کو جن کتابوں میں جمع کیا ان کا تعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے، اللہ تعالی اس رسالہ کو قبول فرمائے اور جس مقصد کے لیے لکھا گیا ہے، اس میں کامیابی عطا فرمائے۔

محمد مسعود عزیزی ندوی — ۱۹/۵/۱۴۲۹ھ
رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی — ۲۵/۵/۲۰۰۸ء
مظفر آباد، سہارنپور

فقہ حنفی کے مراجع

اور ان کی خصوصیات

تمہید

چونکہ فقہ اسلامی کا شمار بلند ترین علوم میں ہوتا ہے، اس لیے اس کا مطالعہ اور اس میں تحقیق اور غور وخوض باعثِ فخر وسعادت سمجھا جاتا ہے، اسی طرح فقہ حنفی کے مراجع اور انکی خصوصیات کا موضوع بھی ایک علمی اور تحقیقی موضوع ہے اور اس سلسلہ کی تمام کتب وتالیفات کا جائزہ لے کر قارئین کے سامنے پیش کرنا ایک اہم علمی کام اور سعادت مندی ہے۔

اس لیے اللہ تعالی کے فضل سے راقم آثم نے اس موضوع پر ایک مختصر مضمون تحریر کیا ہے جس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) ادلۂ شرعیہ (۲) کتب ظاہر الروایۃ اور غیر ظاہر الروایۃ (۳) متاخرین فقہائے احناف کی کتابیں۔

ادلۂ شرعیہ

کتاب وسنت، اجماع امت اور قیاس جلی، یہ چار ادلۂ شرعیہ ہیں اور فقہ حنفی کے اہم بنیادی مراجع ومآخذ ہیں، اسی لیے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو تم میری بات نہ ماننا بلکہ کتاب اللہ کی

بات ماننا''، پھران سے کہا گیا کہ اگر آپ کی بات سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتو حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ''تم میری بات نہ ماننا بلکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرنا''، پھر کہا گیا کہ اگر آپ کی بات صحابہ کرام کے قول کے خلاف ہوتو حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ''میری بات نہ ماننا، بلکہ صحابہ کرام ہی کی بات کو ماننا''۔[1]

احناف کا مذہب

نیز حضرت امام ابوحنیفہؒ نے یہ بھی فرمایا کہ ''کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ہماری بات کو بنیاد بنا کرفتوی دے، جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ ہم نے (اس بات کو) کہاں سے (مستنبط کر کے) کہا''اسی طرح امام صاحب کے تلمیذ رشید حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جب کسی مسئلہ کے متعلق حدیث صحیح موجود ہوتو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہی ہمارا مذہب ہے'' اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہمارے قول کو اختیار کرے جب تک کہ اس کو ہمارے قول کے مآخذ اور اصل کا علم نہ ہو، کہ ہم نے اس کو کتاب وسنت سے مستنبط کیا ہے یا اجماع امت سے، یا قیاس جلی سے۔[2]

فقہ حنفی کا بنیادی سرچشمہ

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کی بنیاد کتاب وسنت اوراجماع وقیاس جیسی دلیلوں پر ہے، جیسا کہ تمام فقہاء اور علماء اصول کا کہنا ہے کہ فقہ حنفی کا بنیادی سرچشمہ یہی کتاب وسنت، اجماع وقیاس ہیں اوران کا یہ بھی کہنا ہے کہ حقیقی سرچشمہ تو وحی ہے چاہے وہ (وحی متلو) کتاب اللہ ہو یا (وحی غیر متلو) سنت رسول، جہاں تک اجماع وقیاس کا تعلق ہے تو دراصل ان کا مآخذ واصل بھی وحی ہی ہے مگر چونکہ ان کی بحثیں اکثر آتیں ہیں، اس لیے ان کو مستقل طور پر الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے اوراجماع کرنے والے علماء اپنی طرف سے کوئی احکام وضع

(۱) جلب المنفعۃ صفحہ ۶۷/ (۲) مآثر صدیقی جلد۴/صفحہ ۱۶

نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی خواہش اورمرضی سے اجماع کرتے ہیں بلکہ ان کا اجماع صرف انہیں دوسرچشموں یعنی کتاب وسنت میں سے کسی ایک سے ماخوذ ومستفاد ہوتا ہے۔

کتاب

قرآن کریم جس کواللہ تعالی نے لفظاً ومعنیً اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیااور یہ مصحف میں لکھی ہوئی ہےاور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، چنانچہ جوتواتر کے ساتھ منقول نہ ہو،اس کوقرآن نہیں کہا جاسکتا،اس لیےقرآن مکمل قطعی الثبوت ہے۔

سنت

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے چاہے وہ قولی ہو یا فعلی یاتقریری اور یہ مصادر فقہیہ اورادلہ اجمالیہ کی اصل ثانی ہے،اوراس کے اصل ثانی ہونے میں سوائے اہل بدعت اورنفس پرستوں کے کسی کوکلام اورشبہ نہیں ہے۔

اجماع فقہی

امت محمدیہ کے کسی بھی زمانہ کے مجتہدین کا کسی حکم شرعی عملی پراتفاق کرلینے کو کہتے ہیں بشرطیکہ یہ اجماع کتاب وسنت یاقیاس سے مآخوذ ومستنیر ہو۔

قیاس

قیاس کی تعریفیں تو بہت ہیں جن کے ذکر کی ضرورت نہیں، اکثر فقہاء اس بات پرمتفق ہیں کہ قیاس حجت اور مصدر فقہی (فقہی سرچشمہ) ہے، لیکن علماء اصول کے قیاس کی تقسیم اوراس کی وضاحت کے سلسلہ میں مختلف بیانات ہیں، اور قائلین قیاس کی متفق علیہ قسم وہ قیاس علت ہے[1] اورعلت کے مشترک ہونے کی بناء پر غیر منصوص واقعہ یعنی فرع میں منصوص

(۱) فتاوی تتارخانیہ جلد۱ صفحہ ۱۰۹

صورت یعنی اصل کا حکم لگانے کو ''قیاس'' کہتے ہیں۔

فقہاء کا اجتہاد اوران کی خدمات

اللہ تعالیٰ نے امت میں پھر وہ علماء راسخین اور فقہاء عظام پیدا فرمائے جن کے سینوں کو حق تعالیٰ نے کتاب وسنت اور شریعت اسلامیہ کے مقاصد کو سمجھنے کے لیے اور ادلۂ شرعیہ سے فروعی فقہی مسائل کا استنباط کرنے کے لیے کھول دیا تھا، چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں بہترین تصنیفات کیں اور کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل واحکام مستنبط کر کے ان کو جمع کیا تاکہ ان کا شمار ان لوگوں میں ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے دین میں تفقہ (سمجھ) عطا فرمائی، اور جن کو شارع علیہ السلام نے تمغۂ امتیاز بخشا، اور دنیا وآخرت میں نیک بخت بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين"[1] کہ ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیدیتا ہے۔

کتب ظاہر الروایۃ اور غیر ظاہر الروایۃ

معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے علماء احناف کی کتابوں کے تین طبقے ہیں:

پہلا طبقہ ظاہر الروایۃ کا ہے، ان کتابوں میں ایسے مسائل ہیں، جن کو اصحاب مذہب سے روایت کیا گیا ہے، جن میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد بن الحسن الشیبانی جیسے حضرات قابل ذکر ہیں، جن کو علماء ثلاثہ یا ائمہ ثلاثہ کہا جاتا ہے، اور کبھی ان اصحاب مذہب یعنی ائمہ ثلاثہ میں امام زفر بن ہذیل العنبری التمیمی، اور امام حسن بن زیاد کا بھی شمار ہوتا ہے اور ان کے علاوہ ان لوگوں کا بھی جنھوں نے علم فقہ امام ابوحنیفہ سے حاصل کیا، لیکن یہ بات زیادہ عام اور شائع ہے کہ ظاہر الروایۃ میں یا تو ائمہ ثلاثہ کا قول ہو یا ان میں سے کسی ایک کا قول ہو، اور یہ مسائل جن کو ظاہر الروایۃ اور اصول کہا جاتا ہے یہ وہ ہیں جو امام محمد کی مندرجہ

(۱) صحیح البخاری مع فتح الباری ۱؍۱۷۳، ۱۷۶؍۱ کتاب العلم حدیث نمبر ۶۹

ذیل کتابوں میں پائے جاتے ہیں: مثلاً

(۱) مبسوط (۲) جامع صغیر (۳) جامع کبیر (۴) سیر صغیر (۵) سیر کبیر (۶) زیادات

اور ان کتابوں کو ظاہر الروایۃ اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام محمدؒ سے ثقہ راویوں سے منقول ہیں، پھر یہ امام محمد سے یا تو تواتر کے ساتھ ثابت ہیں یا کم از کم انہیں مشہور کا درجہ تو ضرور حاصل ہے۔[1]

اب ہم ان کتابوں کی بعض خصوصیات وتعارف اور مراجع میں ان کی کیا اہمیت ہے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مبسوط

یہ کتاب ''اصل'' کے نام سے مشہور ہے جس میں امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہ کے فقہی مسائل سے متعلق آراء کو جمع کیا ہے، اور اگر کسی مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ کے درمیان کوئی اختلاف ہے تو اس کی وضاحت کردی ہے، اور ہر باب کی ابتداء میں ان احادیث کو بیان کیا ہے، جو ان کے نزدیک صحیح تھیں، پھر سوالات اوران کے جوابات کا ذکر کرتے ہیں اور بعض جگہوں میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں، جس سے فقہ عراقی اور اس کے آثار کی واضح صورت کھل کر سامنے آجاتی ہے، لیکن انہوں نے اس میں تعلیل فقہی کا تذکرہ نہیں کیا ہے، اور یہ کتاب امام محمد کے شاگرد ابوحفص احمد بن حفص البخاری سے مروی ہے۔

جامع صغیر

اس کے سارے مسائل امام ابو یوسف سے مروی ہیں جن کو امام محمد نے روایت کیا ہے، اسی وجہ سے انہوں نے ہر باب کی ابتداء اس عبارت ''محمد عن یعقوب عن أبي حنيفة'' سے کی، اور اس کتاب میں انہوں نے فقہ کی چالیس کتابوں کو جمع کیا ہے، لیکن اس کتاب میں مبسوط

(۱) رسائل ابن عابدین جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۷ اور رسم المفتی

کی طرح ابواب قائم نہیں کئے، بلکہ بعد میں اس کتاب کے ابواب قاضی ابوطاہر دباس نے قائم کئے، تاکہ اس کا یاد کرنا اور مطالعہ کرنا اور اس سے استفادہ کرنا طلبہ کے لیے آسان ہوجائے۔

جامع کبیر

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کتاب حضرت امام ابویوسف سے مروی نہیں، حالانکہ امام ابویوسف اس میں جمع کردہ مسائل کو جانتے تھے جیسا کہ حضرت امام محمد کا اپنا بیان ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں مذکورہ بہت سے مسائل امام ابویوسفؒ سے مروی ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے مسائل یا تو وہ خود امام محمدؒ کی اپنی کاوش ہے، یا ان مسائل کو انہوں نے علماء کی کاپیوں اور انکی ذاتی ڈائریوں سے لیا، یا وہ نظریات جن کو انہوں نے دوسرے فقہاء عراق سے حاصل کیا تھا، اور اس کتاب کی تصنیف دو مرتبہ کی گئی، اسی لیے جب حضرت امام محمد نے اس پر نظر ثانی فرمائی تو بہت سے ابواب اور مسائل کا اضافہ کیا، اور بہت سی جگہوں میں عبارات کی اصلاح وتنقیح کی، اس لیے یہ کتاب پہلے کے مقابلہ میں حسنِ الفاظ اور کثرت معانی کے اعتبار سے زیادہ منقح ہوکر منظر عام پر آئی۔

سیر صغیر وسیر کبیر

یہ دونوں کتابیں احکام جہاد، احکام صلح ونقض مصالحہ، احکام امان، احکام غنائم، فدیہ وغلامی کے مسائل اور ان مسائل وواقعات پر بھی مشتمل ہے جو جنگوں میں پیش آتے رہتے ہیں اور تمام احکام سیر، امام ابوحنیفہ سے مروی ہیں، بعض علماء کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ ”امام ابوحنیفہؒ اپنے تلامذہ کو یہ مسائل پڑھ کر سناتے تھے اور جو کتابیں صغیر کے نام سے جانی جاتی ہیں وہ امام ابویوسفؒ سے مروی ہیں اور جو کتابیں کبیر کے نام سے جانی جاتی ہیں وہ ان سے منقول نہیں، ان دونوں کتابوں میں احکام اور آثار واخبار سے ان کے دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔

زیادات

یہ ظاہر الروایۃ کی چھٹی کتاب ہے، اس میں ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جو مسائل اوپر کی مذکورہ کتابوں میں بیان نہیں کئے گئے ہیں، اور بعض علماء نے اس کو ظاہر الروایۃ میں شمار نہیں کیا ہے، بلکہ اس کو نوادر میں سے شمار کیا ہے، لیکن اکثر اہل علم نے اس کو ظاہر الروایۃ میں شمار کیا ہے، ان کتابوں میں حنفی مسلک کے اصول کو جمع کردیا گیا ہے۔

کتب نوادر غیر ظاہر الروایۃ

دوسرا طبقہ کتب نوادر کا ہے، یہ وہ مسائل ہیں جو فقہ حنفی کے مذکورہ علماء سے منقول ہیں لیکن کتب مذکورہ میں نہیں بلکہ یا تو امام محمد کی مذکورہ کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہیں: جیسے کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات، رقیات، اور ان کو غیر ظاہر الروایۃ اس لیے کہا جاتا ہے؛ کیونکہ حضرت امام محمدؒ سے روایات ظاہرہ صحیحہ ثابتہ سے پہلی کتابوں کی طرح مروی نہیں، یا پھر امام محمدؒ کی کتابوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابوں میں مذکور ہیں جیسے حضرت حسن بن زیاد کی کتاب المجرد وغیرہ۔

انہیں کتابوں میں سے امام ابویوسفؒ کی کتب امالی بھی ہیں[1]، یہ مذکورہ بالا تمام کتابیں فقہ حنفی کے بنیادی واہم مراجع ہیں؛ لیکن اس زمانہ میں ان سے استفادہ متروک ہے، اکثر علماء ان کی طرف التفات بھی نہیں کرتے سوائے ان علماء کے جنھیں ان کی طرف رجوع کرنے کی سخت ضرورت پڑے یا پھر وہ جو بنیادی مراجع سے مطلع ہونا چاہتے ہیں، تاکہ ان سے استفادہ کریں اور مطالعہ کریں، مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

ان کے بعد بہت سی دوسری کتابیں علماء متاخرین کی منصۂ شہود پر آگئیں جن سے مراجعت کرنا اور فائدہ اٹھانا بہت آسان ہے اور آج کل وہی متداول ومشہور ہیں۔

(۱) رسائل ابن عابدین جلد نمبر ۱ر صفحہ ۱۷ر وعقود رسم المفتی

متأخرین فقہائے احناف کی کتابیں

تیسرا طبقہ: متأخرین فقہائے احناف کی کتابوں کا ہے اور وہ فتاوی وواقعات کی وہ کتابیں ہیں جو ان مسائل پر مشتمل ہیں، جن کو علمائے متأخرین نے ان سوالوں کے جوابات میں مستنبط کیا ہے، جن کے سلسلہ میں علمائے متقدمین سے کوئی روایت نہیں اور متأخرین علماء میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے شاگرد اور ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور وہ بہت ہیں، پہلی کتاب جو فتاوی میں مدون ہوئی، وہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی ''کتاب النوازل'' ہے، پھر اس کے بعد مشائخ نے دوسری کتابوں کو جمع کیا، ان کتابوں میں سے ابو العباس احمد بن محمد ناطفی (متوفی ۴۴۶ھ) کی ''مجموع النوازل والواقعات'' اور صدر الشہید ابو محمد عمر بن عبد العزیز (متوفی ۵۳۶ھ) کی ''واقعات'' ہے، پھر متأخرین نے ان مسائل کو مخلوط انداز میں ذکر کیا، جیسا کہ ''فتاوی قاضیخان'' میں ہے اور بعض علماء نے الگ الگ ذکر کیا، جیسا کہ شمس الائمہ ابوبکر محمد بن سہل سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) کی ''محیط'' میں ہے۔

اور جاننا چاہئے کہ کتب غیر ظاہر الروایۃ، کتب ظاہر الروایۃ سے مرتبہ میں کم ہیں، اس لیے اگر کسی مسئلہ میں دونوں متعارض ہوں تو ظاہر الروایۃ کو اختیار کیا جائے گا؛ کیونکہ یہ اصل کے اعتبار سے زیادہ معتبر اور سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے، جہاں تک فتاوی وواقعات کے مسائل کی کتابوں کا تعلق ہے تو یہ مذکورہ دونوں قسموں (ظاہر الروایۃ وغیر ظاہر الروایۃ) سے مرتبہ میں کم ہیں، اس لیے کہ ان کے مسائل اصحاب مذہب کے اقوال ہیں اور فتاوی وواقعات کے مسائل یہ ان اصحاب مذہب کے اقوال پر تخریجات ہیں، چنانچہ مذکورہ بالا تینوں قسموں کے مجموعہ سے مذہب حنفی اور فقہ حنفی کا وجود ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ دونوں قسموں کے بعد یہاں پر متأخرین کی بعض ان کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو خاص اہمیت ومقام حاصل ہے اور جن کا شمار بنیادی مآخذ ومراجع میں ہوتا ہے، مثلاً:

۱- مختصر القدوری
۲- بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع
۳- ہدایہ
۴- فتاوی قاضی خان
۵- کنز الدقائق
۶- وقایہ
۷- فتاوی تاتارخانیہ
۸- فتح القدیر
۹- فتاوی ہندیہ جو فتاوی عالمگیری کے نام سے مشہور ہے۔
۱۰- رد المحتار علی الدر المختار، ان کتابوں کی کچھ خصوصیات پیش کی جا رہی ہیں۔

مختصر القدوری

یہ کتاب امام ابو الحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری (متوفی ۴۲۸ھ) کی متن متین اور قیمتی ذخیرہ ہے، یہ کتاب تمام ائمہ کے درمیان معروف ہے اور اس کی شہرت محتاج بیان نہیں، اس کا شمار معتبر متون میں ہوتا ہے، جیسے ''کنز الدقائق، وقایہ، مختار، مجمع البحرین، بدایۃ المبتدی، ملتقی الابحر، تحفۃ الفقہاء، غرر الأحکام، درر البحار، تنویر الابصار، جامع البحار'' (یہ تمام وہ کتابیں ہیں جو ظاہر الروایۃ کے مذہب کو نقل کرنے کے لیے وضع کی گئی ہیں) اور قدوری کی عبارت بہت مختصر اور اہم ہے، اسی لیے اہل فقہ برابر اس کے درس وتدریس اور اس کی شرح وتعلیق میں لگے ہوئے ہیں اور اکثر فقہاء نے اپنی کتابوں کی بنیاد اسی کے نہج پر رکھی ہے، یہ ہند وبیرون ہند کے بہت سے مدارس میں داخل نصاب ہے اور فقہ کی دوسری کتابوں میں اس کا خاص مقام اور اس کی اہم خصوصیات ہیں۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

یہ کتاب امام علاؤالدین ابوبکر بن سعود الکاسانی (متوفی ۵۸۲ھ) کی ہے، جو اپنے حسن ترتیب اور افادیت میں ایک اہم شاہکار ہے، کیونکہ مصنفؒ نے اس میں تمام مسائل فقہ کا احاطہ کیا ہے، اس اعتبار سے یہ کتاب اپنی تخلیق اور عمدہ ترتیب میں اہم حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب حقیقت میں علامہ علاؤالدین محمد بن احمد سمرقندی کی کتاب ''تحفۃ الفقہاء'' کی شرح ہے[۱] یہ بڑے فاضل اور جلیل القدر عالم اور علامہ کاسانی کے استاذ تھے، مصنف بدائع فرماتے ہیں کہ ''اس فن میں ہمارے مشائخ کی قدیم وجدید بہت سی تصنیفات ہیں اور انھوں نے ان کی خوب سے خوب تر شروحات لکھیں؛ لیکن انہوں نے ترتیب میں اس طرف توجہ نہیں دی سوائے میرے استاذ سمرقندی کے، چنانچہ میں نے بھی اس کتاب میں ان کی اقتداء کی جس میں میں مکمل کامیاب ہوا'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''بدائع'' ''تحفہ'' کی شرح ہے؛ لیکن صاحب بدائع نے اس کی جو تشریح کی ہے، تو تشریح کے الفاظ کو نہ تو تحفہ کے الفاظ سے قوسین وغیرہ میں الگ سے لکھا اور نہ ہی بعض الفاظ کی تشریح کلمہ ''قولہ'' سے کی، انہوں نے دوسرے شرّاح کی طرح صرف تقریرات، تعلیقات، تقییدات پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ تحفہ کی ترتیب کا التزام نہ کرتے ہوئے ایک نئی ترتیب اختیار کی، لیکن اکثر مقامات پر تحفہ کے الفاظ کو باقی رکھا ہے، جب آپ تحفہ کی شرح بدائع سے فارغ ہوگئے تو آپ کے استاذ سمرقندی نے اس کو بہت پسند کیا اور آپ کے اس کام سے خوش ہو کر نہ صرف اپنی بیٹی فاطمہ سے شادی کردی بلکہ اس شرح کو اپنی بیٹی کا مہر سمجھا، چنانچہ آپ کے زمانہ کے فقہاء نے کہا ہے کہ ''انہوں نے ان کی کتاب کی شرح لکھی اور ان کی بیٹی سے شادی کی'' چنانچہ یہ کتاب فقہ حنفی کا بہترین شاہکار ہے۔[۲]

(۱) فوائد البہیۃ صفحہ ۱۵۸/ تلخیص بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ملخصاً جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۴/ ۶۴

الهدایہ

یہ کتاب علامہ شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) کی اپنی متن بدایۃ المبتدی کی شرح ہے؛ لیکن حقیقت میں یہ کتاب قدوری اور جامع صغیر کی شرح کی طرح ہے۔

مصنف ہدایہ کی یہ عادت ہے کہ وہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد کے کلام کو مدعی اور دلیل کے ساتھ نقل کرتے ہیں، پھر امام اعظمؒ کے مدعی کا تذکرہ کرتے ہیں اور امام اعظم کی دلیل کو اس طرح شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ صاحبین کی دلیلوں کا جواب خود بخود نکل جاتا ہے، باب کے شروع میں قدوری کے مسائل بیان کرتے ہیں، پھر اخیر باب میں چل کر جامع صغیر کے مسائل چھیڑتے ہیں اور جب وہ کہتے ہیں ''قال فی الکتاب'' تو اس سے ''مختصر القدوری'' مراد ہوتی ہے، اخیر میں اپنے مختار مذہب کی دلیل نقل کرتے ہیں، تاکہ وہ سابقہ دلیلوں کا جواب ہوجائے، اگرچہ وہ اقوال نقل کرتے وقت قول قوی کو مقدم رکھتے ہیں اور جس وقت وہ کہتے ہیں ''قال مشائخنا'' تو اس سے ان کی مراد علماء ماوراء النہر (بخاری وسمرقند کے علماء) ہوتی ہے[۱]۔ اور جب وہ کہتے ''فی دیارنا'' تو اس سے مراد بلاد ماوراء النہر ہوتی ہے[۲] اور جو دلائل گذر چکے ہوتے ہیں ''بما تلونا'' سے تعبیر کرتے ہیں اور ماقبل میں مذکورہ عقلی دلیل کے بارے میں کہتے ہیں ''بما ذکرنا وما بینا'' اور ماقبل میں مذکور حدیث کی طرف اشارہ ''بما روینا'' سے کرتے ہیں[۳] اور بسا اوقات نفس مسئلہ پر نص قرآن سے استدلال کرنے کے بعد اس کی دلیل بھی لاتے ہیں تاکہ اس مسئلہ پر علت مستقل عقلی دلیل بن جائے۔

اگر مصنف ہدایہ ''ہذا الحدیث محمول علی کذا'' کہتے ہیں، تو اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے

(۱) العنایۃ (۲) فتح القدیر (۳) نتائج الافکار فی کشف الرموز والأسرار

کہ محدثین اس حدیث کو اسی مفہوم پر محمول کرتے ہیں اور اگر وہ ''نخملہ'' کہتے ہیں تو اس سے مراد وہ بذات خود ہوتے ہیں، اور جب وہ سوال مقدر کا جواب دیتے ہیں تو سوال کی وضاحت نہیں کرتے، اور انہوں نے ہدایہ میں ''فان قیل کذا'' کا استعمال صرف تین جگہوں میں کیا ہے ''کتاب ادب القاضی میں'' دو جگہ اور ''کتاب الغصب'' میں ایک جگہ۔

امام ابو الحسنات محمد عبدالحئ لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) جو ہر خاص وعام کے نزدیک مقبول ہیں، ان کا کہنا ہے کہ علمائے کرام وفضلائے عظام کی ایک بڑی جماعت ہدایہ کی شروحات اور حاشیہ لکھ چکی ہے۔ اور یہ کتاب تمام مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں اپنی تالیف کے وقت سے لے کر آج تک داخل نصاب ہے، شیخ اکمل الدین بیان کرتے ہیں کہ صاحب ہدایہ تیرہ سال تک اس کتاب کی تصنیف میں لگے رہے اور وہ اس مدت میں روزہ دار رہے، حقیقت میں وہ افطار ہی نہیں کرتے تھے، اور ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ ان کے روزہ سے کوئی بھی باخبر نہ ہونے پائے، ان کی پرہیزگاری اور زہد وورع کی برکت سے ان کی کتاب علماء میں مقبول ہوئی۔[1]

فتاوی قاضی خان

فتاوی قاضیخان یہ امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی فرغانی (متوفی ۵۹۲ھ) کا ہے، یہ فتاوی علماء وفقہاء میں مشہور ومعروف ہے، یہ حکم صادر کرنے والے اور فتوی جاری کرنے والے شخص کا ایک متعین نصاب ہے، جس میں ان مسائل کو بیان کر دیا گیا ہے جو بار بار پیش آتے رہتے ہیں اور جن کی ضرورت پڑتی رہتی ہے، اس کی ترتیب فروعی واصولی اعتبار سے علماء کی مشہور ومعروف فقہی کتابوں کی ترتیب پر رکھی گئی ہے۔[2]

کنز الدقائق

یہ کتاب امام حافظ الدین نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) کی بہت ہی مختصر اور جامع کتاب ہے اس

(۱) فتاوی تاتارخانیہ جلد۱ صفحہ۴۴ (۲) فتاوی تاتارخانیہ جلد۱ صفحہ۳۷

کی تصنیف فقہ حنفی کے مطابق کی گئی ہے، یہ بھی معتبر متون میں سے ہے، یہ بہت سے اسلامی مدارس میں داخل نصاب ہے، صاحب کتاب کا کہنا ہے کہ جب میں نے لوگوں کی طبیعتوں کو اختصار کی طرف مائل ہوتے اور طوالت سے گریز کرتے ہوئے دیکھا، تو میں نے ان چیزوں کا ذکر تلخیص کے ساتھ پورا کرنے کا ارادہ کیا جو بار بار پیش آتی رہتی ہیں اور جن کا وجود کثرت سے ہوتا ہے، تاکہ اس کا فائدہ زیادہ ہو، چنانچہ میں نے اس کتاب کی شروعات بڑے بڑے سربرآوردہ لوگوں کے التماس کرنے کے بعد کی، میں نے اس کتاب کا نام کنز الدقائق رکھا، اگرچہ یہ کتاب پیچیدگیوں اور مشکلات سے خالی ہے، یہ فتاوی وواقعات کے مسائل سے آراستہ ہے۔[1]

اکثر فقہاء نے اس کی شرح لکھی ہے جن میں سب سے زیادہ معروف امام علامہ عثمان بن علی زیلعی (متوفی ۷۴۳ھ) کی ''تبیین الحقائق'' اور علامہ زین الدین ابن نجیم تمیمی مصری (متوفی ۹۷۰ھ) کی ''البحر الرائق'' ہے، ابن نجیم تمیمی کا کہنا ہے کہ اس کی بہت سی شروحات لکھی گئیں، جن میں سب سے بہتر امام زیلعی کی ''تبیین'' ہے لیکن انہوں نے خلافیات کے ذکر کو طویل کر دیا ہے اور اس کے مفہوم کی وضاحت نہیں کی ہے، میں شروع ہی سے اس بات کی کوشش میں تھا کہ اس کے مفہوم پر توجہ دوں، چنانچہ میں نے چاہا کہ اسکی ایسی شرح لکھوں جو اس کے مفہوم کو بالکل واضح کر دے، میں نے اس کا نام بحر الرائق شرح کنز الدقائق رکھا ہے، یہ شرح فقہائے کرام ومفتیان عظام کے یہاں لمبے عرصے سے مشہور ومعروف ہے۔[2]

الوقایۃ

یہ کتاب امام تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ کی ہے، جنہوں نے فقہ کو اپنے والد محترم صدر الشریعہ شمس الدین احمد سے حاصل کیا، تاج الشریعہ محمود کی عظیم ترین تصنیفات میں

(۱) البحر الرائق جلد۱ صفحہ۹ (۲) البحر الرائق جلد۱ صفحہ۱۰/۹

سے یہ کتاب ''وقایہ'' بھی ہے، جس کو انہوں نے ہدایہ، فتاوی اور واقعات سے منتخب کیا ہے اور اس کو انہوں نے اپنے پوتے صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود (متوفی ۷۴۴ھ) کے لیے تصنیف کیا تھا، اس کتاب کی شرح عبید اللہ بن مسعود نے تحریر کی جس کا نام شرح وقایہ ہے، یہ شرح فقہاء کے درمیان مشہور و معروف و متداول ہے، اور اکثر مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب بھی ہے۔

فتاوی تاتارخانیہ

یہ عظیم الشان کتاب امام فقیہ عالم بن علاء اندرپتی (متوفی ۷۸۶ھ) کی کئی ضخیم جلدوں میں ہے، جس میں مصنف کتاب نے محیط برہانی، ذخیرہ، خانیہ، اور ظہیریہ کے مسائل کو جمع کر دیا ہے اور علم کے باب کو مقدم رکھا ہے، پھر اس کے ابواب کی ترتیب ہدایہ کی ترتیب کے مطابق رکھی ہے، اس کتاب نے تمام اسلامی ممالک میں اور علمی و فقہی حلقوں میں بڑی شہرت و قبولیت حاصل کی ہے۔[1]

فتح القدیر

یہ کتاب امام علامہ ابن الہمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد اسکندری (متوفی ۸۶۱ھ) کی ''ہدایہ'' کی ایک علمی شرح ہے، جو بہت بڑے امام اور فقیہ تھے، علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے اور مذاہب اربعہ کے اصول میں حد درجہ ماہر تھے، ان کی متعدد تصنیفات ہیں، ان میں سے ایک ''فتح القدیر للعاجز الفقیر'' ہے، جو بہت ہی مقبول شرح ہے، اس کو علماء وفقہاء نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، یہ حقیقت میں ہدایہ کی شرح ہے، اس میں ہدایہ کے مشکل و پیچیدہ مسائل کا حل اس طرح موجود ہے، جس سے ہر کسی کو تشفی حاصل ہو جائے، اس میں

(۱) الفتاوی تاتارخانیہ جلد ۱ / صفحہ ۲۷

ائمہ کے اختلافات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی بہت اہم خصوصیات ہیں اور اس کا مقام و مرتبہ دوسری شرحوں پر بڑھا ہوا ہے، ابھی مصنف نے اس کی تکمیل بھی نہیں کی تھی کہ اچانک موت کا پروانہ آ گیا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا، پھر علامہ شمس الدین احمد بن قودر المعروف بقاضی زادہ (متوفی ۹۸۸ھ) نے تکملہ فتح القدیر لکھا، اس کا طرز بالکل مصنف فتح القدیر کی طرح ہے، اس میں بہت سی معلومات اور اہم تفصیلی مسائل ہیں۔

فتاوی ہندیہ، عالمگیریہ

اس فتاوی کو شیخ نظام الدین اور علماء ہند کی ایک جماعت نے ہندوستان کے نیک وانصاف پسند بادشاہ مصلح محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیرؒ (متوفی ۱۱۱۸ھ) کے حکم سے جمع کیا ہے، اس میں فقہائے کرام و مفتیان عظام کے اقوال ہیں، یہ درحقیقت سات بڑی جلدوں میں فقہ حنفی کا اہم ترین فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے، اس نے ملک شام، حجاز، مصر اور روم اور ہندوستان وغیرہ میں شہرت حاصل کی، اس سے استفادہ کرنا عام ہے، یہ کتاب اپنی تالیف کے وقت سے لے کر آج تک مفتیان کرام کا مرجع بنی ہوئی ہے، ہر ایک مفتی اس سے رجوع کرتا ہے اور اس سے استفادہ کرتا ہے، بادشاہ نے اس کو جمع کرنے پر دو لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور قاضیوں کو اس کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم دیا تھا۔

ردالمحتار علی الدر المختار

یہ امام علامہ علاء الدین محمد بن علی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸) کی کتاب ''الدر المختار شرح تنویر الأبصار'' کی تعلیق و شرح ہے، جس میں علامہ ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے ان فقہی مسائل کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے جن کو انہوں نے کتب سابقہ اور کبار ائمہ

احناف کے فتاوی اورشروحات سے حاصل کیا تھا، جیسے علامہ ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) علامہ خیرالدین رملی (متوفی ۱۰۸۱ھ) اورعلامہ ابن تمیم کہ اکثر وبیشتر انکی عبارتوں کو نقل کرتے ہیں، ان کی اس شرح کو کتب متاخرین میں اہم شمار کیا جاتا ہے، موجودہ زمانہ میں یہ کتاب عام فقہاء کے لیے مرجع خاص بن گئی ہے اور علماء ہند تو خاص طور سے اسی سے استفاد کرتے ہیں اوراسی کی طرف رجوع کر کے فتوی دیتے ہیں۔

یہ مذکورہ کتابیں فقہ حنفی کے اہم ترین فقہی مراجع میں سے ہیں، اور فقہاء کرام کے نزدیک مشہور ومعروف ہیں، اللہ تبارک وتعالی قبول فرمائے اوران کتابوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اہم تصانیف

۱- مختصر تجوید القرآن (بروایت حفص اردو) ۱۰/روپئے

۲- بچوں کی تمرین التجوید (تجوید کے قوائد، مشق اورطریقہ تدریس اردو) ۱۰/روپئے

۳- جیب کی تجوید (تجوید کے ضروری قواعد کا پاکٹ سائز مجموعہ) ۳/روپئے

۴- ریاض البیان فی التجوید القرآن (بروایت حفص عربی) ۲۰/روپئے

۵- رہنمائے طریقت (شریعت وطریقت، تصوف وسلوک، اخلاق حمیدہ ورذیلہ) ۱۰/روپئے

۶- مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (فقہ حنفی کے مراجع اوران کی خصوصیات، عربی) ۵/روپئے

۷- الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا واحکامہا (امامت کے مسائل واحکام، عربی) ۳۰/روپئے

۸- التدخین بین الشرع والطب (تمباکوونشہ آور چیزیں شریعت وطب کی روشنی میں، عربی) ۲۰/روپئے

۹- حیات عبدالرشید (حضرت رائے پوری کے خلیفہ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کی سوانح حیات) ۵۰/روپئے

۱۰- سیرت مولانا محمد یحیٰی کاندھلویؒ (حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کے والد ماجد کی سوانح حیات) ۵۰/روپئے

۱۱- تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (مولانا محمد میاں شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی وناظم اعلی جمعیۃ علماء ہند کے حالات زندگی اورکارنامے) ۵۰/روپئے

۱۲- تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ (مولانا اشرف علی تھانوی کے مختصر حالات زندگی) ۸/روپئے

۱۳- تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ (علامہ ندویؒ کے مختصر حالات زندگی) ۸/روپئے

۱۴- تذکرہ حضرت مدنی (حضرت سید حسین احمد مدنی کے مختصر واہم حالات) ۸/روپئے

۱۵- چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (چودہ بزرگوں کے حالات) ۳۰/روپئے

۱۶- مقالات ومشاہدات (مختلف موضوعات پر تقریباً ۲۵/مضامین کا مجموعہ) ۳۰/روپئے

۱۷- مکتوبات اکابر (۲۰/بزرگوں کے خطوط کا مجموعہ) ۳۰/روپئے

ملنے کا پتہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)